

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور ان کی آل اطہار علیہم السلام

پر درود

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (احزاب 56)

مؤلف

محسن علی نجفی

علم وسعت نظری کا باعث ہے

یہ کتاب ہم ان حضرات کی خدمت میں جو ہم سے عقیدے میں اختلاف رکھتے ہیں، اس لیے پیش نہیں کر رہے کہ وہ ہمارا عقیدہ اختیار کریں

بلکہ

اس لیے پیش کر رہے ہیں کہ ان کے علم میں آجائے کہ ہم بھی اپنے عقیدے پر قرآن و سنت کی ٹھوس دلیل رکھتے ہیں

تاکہ

غلط فہمیوں اور بہتان تراشیوں کی وجہ سے امت کی وحدت میں حائل رکاوٹیں دور ہو جائیں

کیونکہ

علم وسعت نظری کا باعث ہے۔

(ادارہ)

نام کتاب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل اطہار پر درود

(الکوثر فی تفسیر القرآن سے ماخوذ)

مؤلف: محسن علی نجفی

تاریخ طبع: مئی ۲۰۱۰ء، جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

تعداد: ۵۰۰۰

ناشر: البلاغ المبین۔ اسلامی تحقیقاتی و اشاعتی ادارہ

پوسٹ بکس نمبر: ۴۶۹۔ اسلام آباد۔ پاکستان

فہرست

- 5-----تفسیر آیہ
- 7-----درود کے الفاظ
- 8-----کعب بن عجرۃ کی صحیح السند روایت
- 9-----ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری کی صحیح روایت
- 10-----ابو سعید الخدری کی صحیح روایت
- 11-----ابو ہریرہ کی صحیح روایت
- 11-----طلحہ بن عبید اللہ کی صحیح روایت
- 12-----زید بن خارجہ کی صحیح روایت
- 13-----بریدۃ الخزاعی کی معتبر روایت
- 14-----عبدالرحمن بن بشر انصاری کی صحیح روایت
- 15-----عبداللہ بن جعفر کی صحیح روایت
- 17-----ناقص درود
- 18-----آل محمد کون ہیں؟
- 24-----آل پر درود نظریاتی موقف
- 25-----آل پر درود عملی موقف
- 25-----آل پر درود شعائر رافضہ

31-----آل پر درود کیوں ترک کیا گیا؟

36-----تشہد میں درود واجب



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿۵۶﴾ ﴿احزاب: ۵۶﴾

"اللہ اور اس کے فرشتے یقیناً نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو جیسے سلام بھیجنے کا حق ہے۔"

۱۔ سابقہ آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی سے مربوط احکام بیان فرمائے۔ امت کو وہ آداب بھی بیان کیے جو آپ کے ساتھ بجالانا چاہئیں اور ان باتوں کی بھی نشاندہی فرمائی جن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت ہوتی ہے۔ اس کے بعد امت اسلام کو اس بات کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجا کرو۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ امت کو درود کا حکم دینے سے پہلے فرمایا: اللہ اور فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا بیان ہے کہ اللہ کے ہاں ان کا کیا مقام ہے اور ساتھ اس میں درود کی اہمیت کا بھی بیان ہے کہ یہ وہ اہم کام ہے جسے خود اللہ تعالیٰ اور فرشتے انجام دیتے ہیں۔ یہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (نوح: ۴) ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا، کا عملی مظاہرہ ہے۔

۲۔ صلوة: حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہما السلام سے صلوة کے بارے سوال ہوا تو فرمایا:

الصلوة من اللہ عزوجل رحمة و من الملائكة تزكية و من الناس الدعاء۔ (تفسیر الصافی)

درود بھیجنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت اور فرشتوں کی طرف سے پاکیزگی کا اظہار اور لوگوں کی طرف سے دعا ہے۔

مؤمن جب اللہ کی بارگاہ میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے حق میں کی گئی دعا کو زیادہ پسند فرماتا ہے۔ حدیث نبوی ہے:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ مَلَائِكَتُهُ وَ مَنْ شَاءَ فَلْيَقُلْ وَ مَنْ شَاءَ فَلْيُكْثِرْ۔ (الکافی: ۲: ۴۹۲)

جو مجھ پر درود بھیجتا ہے اس پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ پس جو چاہے کم درود بھیجے جو چاہے زیادہ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ایک روایت میں اس حدیث نبوی کی تشریح موجود ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا ذُكِرَ النَّبِيُّ فَأَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ النَّبِيُّ ص صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ أَلْفَ صَلَاةٍ فِي أَلْفِ صَفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَ لَمْ يَبْقَ شَيْءٌ مِمَّا خَلَقَهُ اللَّهُ إِلَّا صَلَّى عَلَيَّ الْعَبْدُ لِصَلَاةٍ لِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ صَلَاةٍ مَلَائِكَتِهِ۔۔۔۔ (الکافی: ۲: ۴۹۲)

جب نبی کا ذکر ہو تو کثرت سے ان پر درود بھیجو چونکہ جو شخص نبی پر ایک بار درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کی ایک ہزار صفوں میں اس پر ایک ہزار درود بھیجتا ہے اور اللہ اور اس کے فرشتوں کے درود بھیجنے پر تمام مخلوقات بھی درود بھیجیں گی۔

۳۔ وَ سَلِّمُوا تَسْلِيمًا: اپنے نبی پر درود کے ساتھ سلام بھی بھیجو۔ سلام کے دو معنی بیان ہوئے ہیں: ایک یہ کہ سلام بمعنی تسلیم و اطاعت ہے۔ یعنی ان پر درود بھیجو اور ہر حکم کو تسلیم کرو۔ دوسرا یہ کہ سلام بمعنی سلامتی ہو۔ یعنی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو اور ہر نقص سے سلامتی کا اظہار کرو۔ اس میں شان رسالت کی عظمت و بلندی کا اظہار ہے۔ ان دونوں معنوں میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ قابل جمع ہیں۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں اپنی ایک تہائی صلوات، بلکہ آدھی بلکہ پوری آپ کے لیے مختص کرتا ہوں تو مجھے کیا اجر ملے گا؟ فرمایا:

إِذَا تَكُنَى مَوْنَةَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ (الکافی: ۲: ۴۹۱)

پھر تیری دنیا و آخرت کی تمام ضرورتوں کے لیے یہی کافی ہے۔

یہی حدیث کچھ فرق کے ساتھ مسند احمد ۵: ۱۳۶ میں بھی مذکور ہے۔

دوسری حدیث میں آیا ہے۔

مَا فِي الْبَيْتِ أَنْشَأَ مِنْ الصَّلَاةِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ۔ (الکافی ۲: ۴۹۴)

(قیامت کے دن اعمال کے) ترازو میں محمد و آل محمد پر درود سے زیادہ کسی عمل کا وزن نہ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے:

الصَّلَاةُ عَلَىَّ وَعَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِي تَذْهَبُ بِالْإِنْفَاقِ۔ (الکافی ۲: ۴۹۲)

مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نفاق کو دور کر دیتا ہے۔

۴۔ درود کے الفاظ: جب اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی حکم صادر ہوتا ہے تو اس پر عمل کرنے کا طریقہ بھی خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان ہوتا ہے۔ نماز، زکوٰۃ، حج کا حکم آیات ان کا طریقہ بھی بیان ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي۔ (بحار الانوار ۸۲: ۲۷۹)

نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے حبیب پر درود بھیجنے کا حکم آیا تو یہ سوال ذہنوں میں پیدا ہونا قدرتی امر تھا کہ درود بھیجنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ ہمیشہ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاصر اصحاب نے سوال کیا۔ اس غرض سے سوال کیا جاتا رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سوالوں کا جو جواب

ارشاد فرمائیں، اس پر مخاطبین اولین بھی عمل کریں اور قیامت تک آنے امت کے والے افراد بھی عمل کریں۔ آئندہ صفحات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب اور امت کا عمل آپ کے سامنے آئے گا۔

i- کعب بن عجرۃ کی صحیح السند روایت:

یہ حدیث تین طرق سے روایت ہے:

الف- حدثنا قیس بن حفص و موسیٰ بن اسماعیل قال حدثنا عبد الواحد بن زیاد حدثنا ابو فروة مسلم بن سالم الهمدانی قال حدثنی عبد اللہ بن عیسیٰ سمع عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ قال لقینی کعب بن عجرۃ۔۔ الخ۔

(صحیح بخاری ۱۱۸:۴ حدیث ۳۳۷۰)

کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ سے پوچھا کہ ہم آپ کے اہل البیت پر کیسے درود بھیجیں؟ اللہ نے ہمیں یہ تعلیم تودی ہے کہ ہم آپ پر کیسے سلام کریں۔ تو آپ نے فرمایا: کہو:

اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید، اللہم بارک علی محمد و آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و آل ابراہیم انک حمید مجید۔

ب: اس حدیث کو دوسرے طریق سے بخاری نے ابن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے۔ (صحیح بخاری ۶:۲)

ج: تیسرے طریق میں انہی الفاظ کے ساتھ روایت ہے۔ ملاحظہ ہو صحیح بخاری ۷:۱۵۶۔ اس طریق سے مسلم نے اپنی صحیح ۲:۱۶ میں اور ابوداؤد نے اپنی سنن ۱:۲۲۱ میں روایت کی ہے۔

اس حدیث کو نسائی نے اپنی سنن ۳:۳۷۷-۳۸۸ میں تین طرق سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اللہم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللہم بارک علی محمد و آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ (سنن نسائی ۳:۴۸)

ii- ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری کی صحیح روایت۔

یہ حدیث بھی تین طرق سے روایت کی گئی ہے:

ابو مسعود کہتے ہیں: ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں بیٹھے تھے تو رسول اللہ تشریف لے آئے تو بشیر بن سعد نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر درود بھیجیں تو ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ رسول اللہ نے سکوت اختیار فرمایا یہاں تک کہ ہم نے سوچا کاش یہ سوال نہ کیا ہوتا۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا: کہو:

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و آل ابراہیم و بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و آل ابراہیم فی العالمین انک حبیب مجید و السلام کما علیمتہم۔

اس کی سند صحیح ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے اپنی سنن نمبر ۹۸۰ میں عبد اللہ بن مسلمۃ القعنبی سے روایت کیا ہے یہ روایت مؤطا امام مالک روایت یحییٰ ۱: ۱۶۶، ۱۶۵ میں موجود ہے۔ اس کی سند یہ ہے:

قرأت علی عبد الرحمن مالک وحدثنا اسحاق اخبرنی مالک عن نعیم بن عبد اللہ المجران محمد بن عبد اللہ بن زید الانصاری فی حدیث عبد الرحمن و عبد اللہ بن زید هو الذی کان أوی الغداء بالصلاة اخبره عن ابی مسعود الانصاری انه قال۔۔۔ الخ (مسند احمد۔ صحیح علی شرط مسلم۔)

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے تین طرق سے روایت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مسند احمد بن حنبل ۴: ۱۱۸-۱۱۹، ۵: ۲۷۳-۲۷۴ اس کے علاوہ صحیح مسلم ۲: ۱۶، سنن دارمی ۱: ۳۰۹، سنن الترمذی ۵: ۳۷، مستدرک حاکم ۱: ۲۶۸، سنن دارقطنی ۱: ۳۵۵۔

حاکم اپنے مستدرک ۱: ۲۶۸ میں اس حدیث کو ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

ابو مسعود (عقبہ بن عمرو) کہتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور رسول اللہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ ہم بھی آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ اس نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم کو معلوم ہو گیا کہ آپ پر سلام کس طرح کرنا چاہیے لیکن یہ فرمائیے

کہ جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو رسول اللہؐ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے یہ خواہش کی کہ سوال کرنے والے نے سوال ہی نہ کیا ہوتا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: جب تم مجھ پر درود پڑھو تو کہو:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس حدیث مبارکہ کو حاکم نیشاپوری نے ۲۶۸:۱، ابوداؤد نے سنن حدیث ۹۸۱ میں محمد بن اسحاق بن یسار کی سند سے بیان کیا ہے۔ حاکم اور ذہبی نے اس حدیث کو صحیح علی شرط مسلم قرار دیا ہے۔

iii۔ ابو سعید الخدریؓ کی صحیح روایت:

حدثنا عبد الله بن يوسف حدثنا الليث قال حدثني ابن الهاد عن عبد الله بن خباب عن ابى سعيد الخدرى قال --- الخ۔

کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ آپؐ پر سلام کرنے کا طریقہ تو معلوم ہوا لیکن آپؐ پر ہم درود کیسے بھیجیں؟ آپؐ نے فرمایا: کہو:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ۔

اس حدیث کو صحیح بخاری ۱۱۸:۴ حدیث ۴۷۹۸ میں، مسند احمد ۳:۴۷، سنن نسائی ۳:۴۹ میں ذکر کیا ہے۔

اس روایت کے پہلے جملے میں دیگر روایتوں کے برخلاف آل کا ذکر نہیں ہے۔ چونکہ دوسرے جملے میں آل کا ذکر ہے لہذا قرین واقع یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ آل راوی سے ساقط ہو گیا ہے۔ جیسا کہ ابن حجر نے فتح الباری ۱۱:۱۳۲ میں یہی موقف اختیار کیا ہے۔

iv- ابوہریرہ کی صحیح روایت:

کہتے ہیں کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ تو فرمایا: تم اس طرح کہو:

اللہم صل علی محمد وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت وبارکت علی آل ابراہیم انک حبیب
مجید۔ (مجمع الزوائد ۱: ۱۴۴)

مجمع الزوائد میں بیہی نے کہا ہے: اس حدیث کو البزار نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح بخاری کے
راوی ہیں۔ ملاحظہ ہو مجمع الزوائد ۲: ۱۴۴ باب الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ابن القیم الجوزیة اس حدیث کو ابوہریرہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ تو فرمایا کہو:

اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت وبارکت علی ابراہیم
فی العالمین انک حبیب مجید والسلام کما قد علمتم۔

ابن القیم نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے: یہ سند بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

ملاحظہ ہو (جلاء الافہام: ۱۳- طبع قاہرہ۔)

v- طلحہ بن عبید اللہ کی صحیح روایت:

حدثنا محمد بن بشر حدثنا مجمع بن یحیی الانصاری حدثنا عثمان بن مویب عن موسی بن طلحة عن
ابیہ۔۔۔۔ الخ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ آپ پر درود بھیجنے کا طریقہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہو:

اللّٰهُم صل على محمد وعلی آل محمد كما صلّيت على ابراهيم انك حبيد مجيد وبارك على محمد وعلی آل محمد كما باركت على ابراهيم وعلی آل ابراهيم انك حبيد مجيد۔ (مسند احمد بن حنبل ۱: ۱۶۳)

اسنادہ قوی علی شرط مسلم۔ اس حدیث کی سند میں مجمع بن یحییٰ صرف مسلم کا راوی ہے جو صدوق ہے۔ باقی تمام بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔ البتہ حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیہ ۱: ۲۶۸ میں اسے حسن کہا ہے۔ یہی حدیث البصنف لابن ابی شیبہ ۲: ۵۰۷، مسند ابی یعلیٰ البوصلی حدیث ۶۵۲-۶۵۳ میں بھی موجود ہے۔

اس طریق سے یہ روایت سنن نسائی ۳: ۲۸۸ میں ان الفاظ میں ہے:

اللّٰهُم صل على محمد وعلی آل محمد كما صلّيت على ابراهيم و آل ابراهيم انك حبيد مجيد وبارك على محمد وعلی آل محمد كما باركت على ابراهيم و آل ابراهيم انك حبيد مجيد۔

نیز کتاب عمل الیوم واللیلۃ للنسائی حدیث ۵۲ پر موجود ہے۔

vi- زید بن خارجه کی صحیح روایت:

حدثنا علی بن بحر حدثنا عیسیٰ بن یونس حدثنا عثمان بن حکیم حدثنا خالد بن سلمة ان عبد الحمید بن عبد الرحمن۔۔۔ الخ

اس کی سند بالکل صحیح ہے۔

حضرت زید بن خارجه بن زید انصاری کہتے ہیں: میں نے خود رسول اللہ سے پوچھا: آپ پر درود کیسے بھیجا جائے؟ تو فرمایا:

صلوا و اجتهدوا ثم قولوا: اللّٰهُم بارك على محمد وعلی آل محمد كما باركت على ابراهيم انك حبيد مجيد۔ (مسند احمد ۱: ۱۹۹-التاریخ الکبیر للبخاری ۳: ۳۸۳-المعرفة والتاریخ للفسوی ۱: ۳۰۱)

حدثنا علي بن عبد الله قال حدثنا مروان بن معاوية قال حدثنا عثمان بن حكيم عن خالد بن سلمة عن
موسى بن طلحة قال اخبرني زيد بن خارجه اخو بني الحارث بن الخزرج قال قلت --- الخ

حضرت زید بن خارجه کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ پر سلام کا
طریقہ جان لیا ہے۔ لہذا درود کس طرح پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: مجھ پر درود پڑھو اور کہو:

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَبِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (فضل
الصلوة على النبي ﷺ للحافظ اسماعيل بن اسحاق القاضى حديث ٢٩)

اس حدیث کی سند حسن ہے۔

اسے نسائی نے اپنی سنن ۴۹:۳ حدیث ۱۲۹۳، احمد نے مسند ۱:۱۹۹ میں عثمان بن حکیم کی سند سے اور طبرانی
نے المعجم الکبیر ۵:۲۱۸ حدیث ۵۱۴۳ میں ابو خلیفہ حدثنا علی بن المدینی --- کی سند سے روایت کیا ہے۔

سنن نسائی ۳:۲۸ میں یہ حدیث ان لفظوں میں آئی ہے:

صلوا علی واجتهدوا فی الدعاء وقولوا: اللّٰهُمَّ صل علی محمد و آل محمد۔

سنن النسائی الکبریٰ ۶:۱۹ میں یہ حدیث ان الفاظ میں ہے:

صلوا واجتهدوا فی الدعاء وقولوا: اللّٰهُمَّ صل علی محمد و آل محمد۔

vii۔ بریدۃ الخزاعی کی معتبر روایت

کہتے ہیں: ہم نے کہا: یا رسول اللہ! ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا آپ پر سلام کس طرح کرنا ہے۔ ہم آپ پر درود کیسے
بھیجیں؟ تو فرمایا:

قولوا: اللهم اجعل صلواتك و رحمتك و بركاتك على محمد و آل محمد كما جعلتها على ابراهيم و على آل ابراهيم انك حبيد مجيد۔ (مسند احمد ۵: ۳۵۳)

اس کی سند یہ ہے: حدثنا يزيد بن هارون اخبرنا اسماعيل عن ابى داؤد الاعشى عن بريدة الخزازى قال۔۔ الخ

viii۔ عبد الرحمن بن بشر انصاری کی صحیح روایت:

حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا حماد بن زيد عن ايوب عن محمد عن عبد الرحمن بن بشر بن مسعود قال۔۔۔ الخ

عبد الرحمن بن بشر بن مسعود انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر سلام کہیں اور آپ پر درود پڑھیں۔ ہم نے آپ پر سلام کہنا تو جان لیا ہے۔ پس درود کس طرح پڑھیں؟ آپ نے فرمایا:

کہو اللهم صلى على آل محمد كما صليت على آل ابراهيم اللهم بارك على آل محمد كما باركت على ابراهيم۔ (فضل الصلاة على النبي ﷺ حديث ۷۱)

اس کی سند بالکل صحیح ہے۔

اسے حافظ ابن جریر طبری نے اپنی جامع البيان في تفسير القرآن ۲۲: ۳۲ میں صحیح سند کے ساتھ، ایوب السجستانی سے نسائی نے عمل اليوم و الليلة صفحہ ۵۱ اور السنن الكبرى حدیث ۹۸۷۹ میں صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

ix- عبد اللہ بن جعفر کی صحیح روایت

حدثني ابوالحسن اسماعيل بن محمد بن الفضل بن محمد الشعرائي حدثنا جدي حدثنا ابوبكر بن ابي شيبه الحزامي، حدثنا محمد بن اسماعيل بن ابي فديك حدثني عبد الرحمن بن ابي بكر البليكي عن اسماعيل بن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب عن ابيه قال عن ابيه --- الخ

عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کہتے ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحمت کا نزول ہوتے دیکھا تو فرمایا:

ادعوا لی ادعوا لی-

میرے پاس بلاؤ میرے پاس بلاؤ۔

جناب صفیہؓ نے کہا: یا رسول اللہ! کس کو بلائیں؟ فرمایا:

اهل بيتي عليا و فاطمة و الحسن و الحسين - فجيئي بهم فالتقى عليهم النبي صلى الله عليه وآله وسلم كسائته ثم رفع يديه ثم قال: اللهم هؤلاء آلي فصل على محمد و على آل محمد و انزل الله عز وجل: **إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا** ﴿١٠٨﴾-

میرے اہل بیت علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو بلائیں۔ جب ان کو بلا لایا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر ایک چادر ڈال دی۔ پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر فرمایا: بار الہا! یہ میری آل ہیں۔ پس محمد و آل محمد پر درود بھیج اور اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: **إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا**.

حاکم نیشاپوری اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخبرنا به - (مستدرک حاکم ۳: ۱۴۷-۱۴۸)

یہ حدیث صحیح السند ہے اگرچہ بخاری اور مسلم نے ذکر نہیں کیا ہے۔

ذہبی نے بھی موافقت کی ہے۔ بعد ازاں حاکم نے لکھا ہے:

وقد صحت الروایة علی شرط الشیخین انه علیہم الصلاة علی اهل بیتہ کما علیہم الصلاة علی آلہ۔

رہی ابو حمید الساعدی کی روایت جو صحیح بخاری ۶: ۲۷۷ میں منقول ہے:

کہتے ہیں: کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ: اللہم صل علی محمد وازواجہ و ذریتہ کما صلیت علی آل ابراہیم وبارک علی محمد وازواجہ و ذریتہ کما بارکت علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

بعض لوگوں نے اس ایک حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آل سے مراد زوجات اور ذریت دونوں ہیں لیکن امام شوکانی نے اس کا جواب نیل الاوطار ۲: ۳۲۷ باب ما یستدل بہ علی تفسیر آلہ البصلی علیہم میں دیا ہے:

ولکنہ یشکل علی هذا امتناعہ من ادخال امر سلمہ تحت الکساء بعد سؤلہا ذلک وقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند نزول ہذا الآیة مشیرا الی علی وفاطمہ والحسن والحسین اللہم ان ہولاء اهل بیتی بعد ان جلدہم بالکساء۔

اس حدیث پر اشکال یہ آتا ہے کہ آنحضرت نے ام سلمہؓ کے مطالبے پر بھی کساء کے نیچے داخل کرنے سے انکار فرمایا نیز آیہ تطہیر کے نزول کے موقع پر علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام پر کساء ڈالنے کے بعد ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اے اللہ یہ ہیں میرے اہل بیت۔

دیگر قابل توجہ بات یہ ہے کہ یہ روایت دیگر تمام روایات کے برخلاف ہے۔ اس کی ابتدا اور آخر میں ربط کلام نہیں بنتا۔ اے اللہ! محمد پر درود بھیج اور اس کی ازواج و اولاد پر جیسے تو نے ابراہیم کی آل پر درود بھیجا ہے۔ ربط کلام اس طرح ہونا چاہیے: جیسے تو نے ابراہیم کی ازواج پر درود بھیجا ہے۔ ظاہر ہے ابراہیم علیہ السلام کی ازواج کا

انبیاء کی مائیں ہونے کے باوجود ذکر نہیں آیا۔ ہم آئندہ بتائیں گے کہ آل ابراہیم سے مراد قرآن کی صراحت کی روشنی میں کون ہیں؟

پھر اس روایت کے طریق میں امام مالک بن انس ہیں۔ جن کا حضرت علی علیہ السلام اور اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں منفی موقف واضح ہے۔

ابو بکر بیہقی کہتے ہیں: امام مالک سے عثمان اور علی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب میں کہا: میں خون ریزی میں ملوث ہونے والے کو ملوث نہ ہونے والے کی طرح نہیں سمجھتا۔ ملاحظہ ہو: مناقب الشافعی ۱:۵۲۰۔ یعنی امام مالک کے نزدیک حضرت علی علیہ السلام (معاذ اللہ) ایک سفاک شخص ہیں جو حضرت عثمان کے برابر نہیں ہو سکتے۔

ناقص درود

آپ نے ملاحظہ فرمایا ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کامل درود کی تعلیم فرمائی اور پوری وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا نیز دیگر روایات سے اس کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

لا تصلوا علی الصلوۃ البتراء

مجھ پر ناقص درود نہ بھیجو۔

تو لوگوں نے پوچھا: ناقص درود کیا ہے؟ آپ نے فرمایا

تقولون: اللّٰهُم صل علی محمد و تبسکون۔ بل قولوا اللّٰهُم صل علی محمد و علی آل محمد۔ (الصواعق المحرقة: ۲۳۲، کشف الغمۃ ۱:۲۱۹)

ناقص درود یہ ہے کہ اللّٰهُم صل علی محمد کہ کر رک جاؤ بلکہ یوں کہو: اللّٰهُم صل علی محمد و علی آل محمد۔

نواب صدیق حسن خان ہدایۃ السائل الی ادلة المسائل صفحہ ۶۳ میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اخراجہ ابن سعدنی شرف المصطفیٰ۔ بلاشبہ یہ حدیث کتاب شرف المصطفیٰ للمصطفیٰ للحافظ ابی سعید عبد البدر بن ابی عثمان الخرقوشی المتوفی ۴۰۶ھ جلد ۵: ۱۰۷: ۱۰۷ حدیث ۲۰۴ طبع مکتبہ المکرّمہ میں موجود ہے۔

آل محمد علیہم السلام کون ہیں؟

صحرائے عرب کی تاریکی میں جب اسلام کی روشنی پھوٹی تو نہ صرف معاشرے کا حسن و قبح بدلا، اقدار و پیمانے بدلے بلکہ اصطلاحیں بھی بدلیں، الفاظ کے معانی و مطالب بدلے۔ چنانچہ لغت میں الصلوٰۃ دعا کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔ اسلام نے اس لفظ کو استعمال کیا پھر اس کے شرعی معنی کا تعین کیا کہ اب کے بعد اس لفظ سے رکوع اور سجود پر مشتمل عبادت مراد لی جائے گی۔ الصوم ہر قسم کے امساک کو کہتے تھے۔ اسلام نے اس کے معنی کا تعین فرمایا۔ اب کے بعد اس لفظ سے مراد فجر سے لے کر مغرب تک چند چیزوں سے پرہیز کرنے کا عمل لیا جائے گا۔ حج قصد کو کہتے تھے۔ اسلام آنے کے بعد اس لفظ سے بیت اللہ کا قصد مراد لیا جانے لگا۔ ان معانی کے تعین کے لیے ہم عربی زبان کی ڈکشنری کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔

اب اسلامی انقلاب کے بعد ظاہر ہونے والی چند اہم اصطلاحات کا مطالعہ فرمائیں۔ مثلاً:

مہاجر کسے کہتے ہیں؟ اس اسلامی اصطلاح کے حدود اربعہ کے تعین کے لیے ہم لغت کے مادہ (ھ ج ر) کی طرف رجوع کر کے ڈکشنری سے اس کے معنی و مراد کا تعین نہیں کر سکیں گے۔

انصار کسے کہتے ہیں؟ اس سے مراد کون ہیں؟ اس کے تعین کے لیے ہم مادہ (ن ص ر) کی طرف رجوع نہیں کریں گے کہ لغت سے اس آیت سے مراد معلوم کر لیا جائے: وَ الشَّيْقُونَ الْأَوْلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنْصَارِ۔۔۔ (۹ توبہ: ۱۰۰) مہاجر و انصار سے مراد کون ہیں؟ ایک شخص فتح مکہ کے بعد کسی علاقے سے ہجرت کر کے آیا ہے اور دوسرے شخص نے مدینہ آ کر کچھ دن اسلام کی مدد کی ہو تو لغت کے اعتبار سے ان پر

مہاجر و انصار صادق آئے گا لیکن آیت کے اطلاق میں کون لوگ شامل ہوں گے؟ اس کے لیے ہمیں جدید اسلامی اصطلاح کی طرف رجوع کرنا ہوگا، نہ لغت کی طرف۔

اسی طرح اسلامی اصطلاح میں آل اور اہل البیت سے کون لوگ مراد ہیں؟ اس کے تعین کے لیے لغت کی طرف رجوع کرنا درست نہ ہوگا بلکہ اسلامی مصادر کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ آل کے تعین کے لیے تین اہم اسلامی مصادر کی طرف رجوع کرنا کافی ہے:

i- پہلا مصدر آیہ تطہیر کی تفسیر میں وارد احادیث ہیں جن میں اہل البیت علیہم السلام کا تعین ہوا ہے۔ اس کی تفصیل اسی سورہ کی آیت ۳۳ آیہ تطہیر کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

ii- دوسرا مصدر حدیث ثقلین ہے۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انی تارک فیکم الثقلین ما ان تسکتہم بہما لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبیل مبدود من السماء الی الارض وعتق اہل بیتی لن یفترقا حتی یرداعلی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما۔

یہ حدیث تیس سے زائد اصحاب رسولؐ نے روایت کی ہے۔ اس متواتر حدیث میں اہل بیتی کے ساتھ عترتی کے لفظ سے آل کی مکمل وضاحت ہو جاتی ہے۔

iii- تیسرا مصدر: صلوة بھیجنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل محمد کو آل ابراہیم کے ساتھ تشبیہ دے کر فرمایا: اے اللہ محمد و آل محمد پر صلوة بھیج جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر صلوة بھیجی ہے۔

تحقیق اس بات پر ہونی چاہیے آل ابراہیم سے مراد کون ہیں۔ جو لوگ آل محمد سے مراد ہر مومن کو لیتے ہیں وہ یہ استدلال کرتے ہیں کہ قرآن میں آل فرعون اس کے ماننے والوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ نہیں معلوم ان کو آل فرعون کیوں یاد آتے ہیں کہ آل کو سمجھنے کے لیے انبیاء علیہم السلام کی طرف رجوع کرنے کی جگہ طاغوتوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب کہ ان احادیث میں آل محمد کو آل ابراہیم کے ساتھ تشبیہ دی گئی

ہے۔ آئیے ہم قرآن سے پوچھتے ہیں کہ کیا آل ابراہیم میں ان کی اولاد کے علاوہ کوئی اور شامل ہے یا نہیں ہے۔ سورۃ النساء آیت ۵۴ میں فرمایا:

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا ﴿٥٤﴾

کیا یہ (دوسرے) لوگوں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نوازا ہے؟ (اگر ایسا ہے) تو ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت عطا کی اور انہیں عظیم سلطنت عنایت کی۔

چنانچہ یہ بات اپنی جگہ ہر ایک کے لیے مسلم ہے کہ کتاب، حکمت اور ملک عظیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو دی گئی ہے اور آل ابراہیم، اولاد ابراہیم سے خارج نہیں ہے اگرچہ بعض اولاد، آل سے خارج ہے۔ یعنی آل، سب اولاد ابراہیم سے ہے لیکن سب اولاد، آل ابراہیم نہیں ہے۔

درود کے الفاظ میں یہ کہا گیا ہے:

اے اللہ محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں اور ان پر رحمتیں بھی زیادہ نازل ہوتی ہیں تاہم حضرت ابراہیم علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء و اجداد میں شمار ہوتے ہیں۔ آل ابراہیم کے ساتھ تشبیہ کی اہم وجہ یہ بھی ہے کہ آل ابراہیم کا تعین متنازعہ نہیں ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ آل محمد کا تعین متنازعہ نہ رہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں یہ بات یقیناً تھی کہ لوگ آل محمد کی شان گھٹانے کے لیے آل کا تعین متنازعہ بنا دیں گے اور آل محمد کے حسد میں لوگ بہت آگے نکل جائیں گے:

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ --- (۴ نساء: ۵۴)

وہ حسد اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے نوازا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ابوالانبیاء ہیں۔ افضل ہونا اپنی جگہ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات پر فخر تھا کہ آپ اولاد ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ فرماتے تھے:

انا دعوة ابراہیم۔۔۔۔۔ (بخار الانوار ۳۸:۶۲)

میں دعائے ابراہیم ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اللہ کی رحمت یہ رہی ہے کہ ان کے اولاد کے ذریعے رشد و ہدایت کا ایک سلسلہ جاری ہو اور وہ ابوالانبیاء ٹھہرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو سلسلہ ہدایت جاری ہوا ہے وہ ان کی اولاد کے ذریعے قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ ہدایت چونکہ قیامت تک جاری رہنا ہے لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ ہدایت ابدی ہے۔

درود کا دوسرا حصہ یہ ہے: آل محمد پر رحمت کا نزول فرما، جیسے تو نے آل ابراہیم پر رحمتوں کا نزول فرمایا ہے۔

ہمارا واضح اور کھلا موقف یہ ہے کہ جس طرح خود خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں اسی طرح آل محمد، آل ابراہیم سے افضل ہیں۔ چنانچہ جب آل ابراہیم، آل محمد دونوں ایک جگہ جمع ہو جائیں گے تو آل محمد کے مہدی آخر الزمان عجمت کر رہے ہوں گے اور آل ابراہیم کے عیسیٰ علیہ السلام مقتدی ہوں گے۔

آل ابراہیم میں نہ ازواج ابراہیم ہیں، اگرچہ ازواج ابراہیم میں انبیاء علیہم السلام کی مائیں بھی ہیں، نہ ہر وہ آل ابراہیم ہیں جو ان پر ایمان لے آئے ہیں۔

آل محمد کی شان گھٹانے کی ایک کوشش روایات کا گھڑنا ہے۔ اس بارے ایک روایت مشہور ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: آل محمد کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

کل تنقی۔ ہر پرہیزگار۔

اس روایت کی سند کو سند واہ، بے حقیقت سند کہا گیا ہے۔

دوسری روایت میں آیا ہے کہ فرمایا:

آل کل مومن تنقی۔

میری آل ہر وہ شخص ہے جو مومن اور پرہیزگار ہو۔

اس روایت کی سند بھی قابل اعتبار نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو ہدایۃ السائل صفحہ ۵۴۔ القول البدیع صفحہ ۶۳۔

آل ابراہیم میں آپ کی ذریت (اولاد) شامل ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۗ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۗ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ﴿١٢٣﴾ (۲ بقرہ: ۱۲۳)

ارشاد ہوا: میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں، انہوں نے کہا: اور میری اولاد سے بھی؟ ارشاد ہوا: میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔

اس آیت کے تحت امامت آل ابراہیم یعنی ذریت و اولاد ابراہیم میں رہی ہے۔

ظاہر ہے آل محمد پر بھی اس قسم کی رحمتیں نازل فرمانے کی دعا ہے اور چونکہ سلسلہ نبوت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گیا ہے لہذا یہ رحمتیں ان کی آل پر امامت و رہبری کی صورت میں نازل ہوں گی اور قرآن میں آل ابراہیم کے لیے کتاب، حکمت اور ملک عظیم کی صورت میں ان رحمتوں کا ذکر ہے۔ آل محمد کے لیے بھی یہ رحمت علم، کتاب، حکمت اور ملک عظیم کی صورت میں ہوگی۔ واضح رہے ملک عظیم سے مراد اطاعت و پیروی ہے۔ ایک معتد بہ مخلوق اگر ہر زمانے میں ان کی پیروی کرے تو یہ ملک عظیم ہوگا اور اس بات کے لیے کہ آل محمد کتاب و حکمت کے وارث ہیں۔ یہ امر کافی ہے کہ علم کے سلسلے میں سب لوگ آل محمد کی طرف رجوع کرتے تھے اور آل محمد نے بعد از رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی طرف رجوع نہیں کیا۔

اگر کسی کو اس بات پر اصرار ہے کہ ملک عظیم سے مراد داود و سلیمان علیہما السلام کی سلطنت ہے، وہ آل محمد میں دکھائی نہیں دیتی تو انہیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے ظہور حضرت مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کے بعد یہ ساری بات کھل کر سامنے آئے گی کہ سلسلہ ہدایت، علم، کتاب و حکمت اور ملک عظیم آل محمد کے ساتھ مختص ہوگا۔

اس لیے ابن حجر نے شرح ہمزہ میں لکھا ہے:

اہل البیت وہی ہستیاں ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور اہل البیت، آل اور ذوی القربی کی فضیلت میں جو کچھ بھی وارد ہوا ہے سب میں مراد یہی ہستیاں ہیں اور مشہور یہی ہے کہ اللہم صل علی محمد و علی آل محمد سے مراد بھی یہی ہستیاں ہیں۔

(ملاحظہ ہو علامہ نواب صدیق حسن خان ہدایۃ السائل صفحہ ۵۵۔)

اسی کتاب کے صفحہ ۵۴ پر آل کے بارے میں لکھا ہے:

ایک قول یہ ہے کہ آل صرف اولاد فاطمہ اور ان کی نسل الی الابد ہے۔ اس قول کو نووی نے شرح مہذب میں ذکر کیا ہے۔ یہی شیعہ امامیہ کا موقف ہے۔

تفہیم القرآن کے مولف اس جگہ لکھتے ہیں:

ہر درود جو حضورؐ نے سکھایا ہے اس میں یہ بات ضرور شامل ہے کہ آپؐ پر ایسی ہی مہربانی فرمائی جائے جیسی ابراہیم اور آل ابراہیم پر فرمائی گئی ہے۔ اس مضمون کو سمجھنے میں لوگوں کو بڑی مشکل پیش آئی ہے۔ اس کی مختلف تاویلیں علماء نے کی ہیں مگر کوئی تاویل دل کو نہیں لگتی۔ (تفہیم القرآن ۴: ۱۲۶)

اس کے بعد خود ایک تاویل پیش کرتے ہیں کہ اس میں آل محمد کا ذکر ہی نہیں ہے۔ ماعشت اراک الدھر عجباً۔

آل پر درود نظریاتی موقف:

مسلمانوں میں تو اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آل پر درود بھیجنا حکم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ لہذا اس حکم پر عمل کرنا اقلًا مسنون اور محبوب عمل ہے۔

ابن القیم کہتے ہیں:

آل النبی یصلی علیہم بلا خلاف بین الامۃ۔ (جلاء الافہام)

امت میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ آل نبی علیہم السلام پر درود بھیجا جاتا ہے۔

ابن القیم لکھتے ہیں:

جو لوگ نبی پر درود بھیجنا واجب سمجھتے ہیں، آل پر درود بھیجنے کے بارے میں دو مشہور قول ہیں۔

امام احمد کے اصحاب میں اس بات پر اختلاف ہے کہ آل پر درود بھیجنا واجب ہے یا نہیں۔ بہر حال آل پر درود بھیجنا سنت اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک محبوب عمل ہونے میں کسی مسلمان کو نظریاتی طور پر اختلاف نہیں ہے۔ (جلاء الافہام)

بیہقی و دارقطنی نے ابو مسعود انصاری سے رفعاً وفاقاً روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صلی صلوة لم یصل فیہا علی اہل بیتی لم تقبل منہ۔ (ہدایۃ السائل: ۶۳)

جو کوئی درود بھیجے جس میں میرے اہل بیت پر درود نہ ہو اس کا درود قبول نہ ہوگا۔

مفتاح حصن حصین میں آیا ہے:

الاعتصار على الصلوة عليه صلى الله عليه وآله وسلم لا اعلم ورد في حديث مرفوع الا في سنن النسائي في آخر دعاء القنوت قال فيه: فصلى الله على النبي- ولم يقل فيه: واله، وفي سائر صفة الصلوة عليه العطف بالآل- (نواب صدیق حسن خان ہدایۃ السائل الی اداة السائل صفحہ ۶۳ ط ہند)

میں ایسی مرفوع حدیث کو نہیں جانتا جس میں صرف حضور پر درود کا ذکر ہو سوائے سنن نسائی کی ایک حدیث کے جو دعائے قنوت کے آخر میں ہے صلی اللہ علی النبی صرف اس میں وآلہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ باقی تمام درود کی کیفیت میں آل کا لفظ موجود ہے۔

ابن حجر نے کہا ہے جس روایت میں آل کا ذکر نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ راوی سے یہ لفظ رہ گیا ہے۔ ملاحظہ ہو ہدایۃ السائل صفحہ ۶۳۔

آل پر درود عملی موقف

قابل توجہ بات یہ ہے کہ جب درود ابراہیمی پر مشتمل احادیث کا ذکر کرنے کا موقع آتا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت اور درود ابراہیم سے مشہور ہے، بادل ناخواستہ آل کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔

لیکن خود جب درود بھیجتے ہیں تو آل کا ذکر ان کے لیے سنگین ہوتا ہے۔ اور صلی اللہ علیہ وسلم کہتے اور لکھتے ہیں۔

اسی سنگینی کی بنا پر شریبنی اپنی کتاب مغنی المحتاج صفحہ ۳۴۲ میں لکھتے ہیں:

والصحيح ان الصلوة على الآل لا تجب في الصلوة لبنائها على التخفيف-

صحیح یہ ہے کہ آل پر درود بھیجنا نماز میں واجب نہیں ہے چونکہ نماز میں تخفیف ہوتی ہے۔

آل پر درود شعار رافضہ

وان تعجب فعجب قولہم کہ درود ابراہیمی میں آل پر درود صحاح میں ثابت اور مستحب ہونے پر امت کا اجماع ہونے کے باوجود آل پر مستقل طور پر درود بھیجنا مکروہ سمجھتے ہیں۔

چنانچہ فتح الباری نے ۱۴۶:۱۱ میں اور زحشری نے الکشاف ۳:۵۵۸ میں لکھا ہے کہ آل پر مستقل طور درود بھیجنا یعنی علیہ الصلوٰۃ، علیہ السلام کہنا درست نہیں چونکہ اس سے رافضہ کے ساتھ تشبیہ لازم آتی ہے۔

فخر الدین رازی اپنی تفسیر رازی ۱:۲۰۶ میں لکھتے ہیں:

حضرت علی (علیہ السلام) بسم اللہ بڑے اہتمام کے ساتھ بلند آواز میں پڑھتے تھے۔ جب بنی امیہ کی حکومت قائم ہوئی تو بڑے اہتمام کے ساتھ بسم اللہ کو بلند آواز سے پڑھنا ممنوع کر دیا۔

اسی طرح بردسوی نے روح البیان ۴:۱۴۲ میں لکھا ہے:

اصل تو یہ ہے انگوٹھی سیدھے ہاتھ میں پہنی جائے۔ جب یہ کام ظالموں کا شعار ہو گیا تو بائیں ہاتھ میں پہنی چاہیے۔

یہ ساری باتیں کور، کورانہ تعصب کی بنا پر ہیں۔ اس سلسلے میں اصل بات تو وہ تھی جو صاحب روح المعانی نے کہی ہے:

لا یخفی ان کراہۃ التشبیہ باهل البدع مقررة عندنا ایضالا مطلقا بل فی الذموم و فیما قصد به التشبیہ بہم۔ (روح المعانی ۱۱:۱۶۱)

اہل بدعت کے ساتھ شبہات کا کام کرنا ہر صورت میں نہیں بلکہ اس صورت میں درست نہیں ہے کہ عمل خود قابل مذمت ہو اور قصد بھی شبہات قائم کرنے کا ہو۔

اس جگہ ایک عبادت اس بہانے ترک کرنا چاہتے ہیں کہ اس سے اہل بدعت کے ساتھ شبہات ہوتی ہے۔ یہ نظر یہ خود ایک کھلی بدعت ہے چونکہ اس میں ایک مسلمہ عبادت کو اہل بدعت کا عمل قرار دیا جا رہا ہے۔

جب کہ سنت متواترہ کے ساتھ قرآنی آیت کی بھی صراحت موجود ہے کہ بطور استقلال غیر نبی پر صلوات بھیجنا سنت الہیہ ہے۔ ارشاد ہے:

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ (۲ بقرہ: ۱۵۵ تا ۱۵۷)

اور آپ ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔ جو مصیبت میں مبتلا ہونے کی صورت میں کہتے ہیں: ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے درود ہیں اور رحمت بھی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

ایک ہمہ گیر آزمائش کے بعد جو لوگ مقام صبر و رضا پر فائز ہوتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے درود ہے۔ یہ لوگ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ کے مصداق ہیں، ائمہ اہل بیت علیہم السلام کو کئی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑا۔ اس بارے میں امام شافعی کی تعبیر نہایت جامع ہے۔ وہ کہتے ہیں:

تزلزلت الدنيا لآل محمد وكاد تلهم صم الجبال تذب-

آل محمد کے مصائب سے دنیا ہل کر رہ گئی ہے۔ جنہیں دیکھ کر سخت چٹانیں بھی پگھل جائیں۔

اس لیے یہ ہستیاں عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ کی اولین مصداق ہیں۔ اسی لیے ہم ان کے نام کے ساتھ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ کہتے ہیں۔ رغبالنف البعاندین -

سخاوی، القول البدیع صفحہ ۴۳ طبع ہند میں لکھتے ہیں:

علماء نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ غیر نبی کے لیے علیہ السلام کہنا درست ہے یا نہیں۔ بعض نے کہا ہے یہ عمل مکروہ ہے اور بعض علیہ السلام اور علیہ الصلوٰۃ میں فرق کے قائل ہو گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: السلام کہنا ہر مومن زندہ اور مردہ، حاضر اور غائب کے لیے شرعاً درست ہے اور یہ اسلامی تحیت ہے۔ چنانچہ نمازی بھی کہتا ہے: السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اور الصلوٰۃ نہیں کہتے۔ اس سے فرق واضح ہو گیا۔

جب آیہ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ۔۔۔ (۹ توبہ: ۱۰۳) اور هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ۔۔۔ (۱۳۳ احزاب: ۴۳) ودیگر آیات سے استقلالاً غیر نبی پر صلوٰۃ بھیجنا مستحسن عمل ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں:

جب سوال پیدا ہوتا ہے جو کام خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انجام دیا ہے وہ ہمارے لیے کس دلیل کی بنیاد پر درست نہیں ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل سنت نہیں ہے اور اللہ کا عمل حجت نہیں ہے؟ تو کہتے ہیں:

اب اہل اسلام کا شعار بن چکا ہے کہ وہ صلوٰۃ و سلام کو انبیاء علیہم السلام کے لیے خاص کرتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً سنت رسول کے ترک کو اہل اسلام شعار نہیں بنا سکتے۔

ثانیاً یہ اہل اسلام کا شعار نہیں ہے بلکہ یہ بنی امیہ اور نبی عباس کا اپنایا ہوا شعار ہے۔ چنانچہ ہم ذیل میں اہل اسلام کے صف اول کے اہل عمل کا عمل دکھائیں گے جو غیر انبیاء کے لیے کثرت سے علیہ السلام کا لفظ استعمال کرتے تھے اور کرتے ہیں۔

ہم یہاں صحیح بخاری کے ان مقامات کا ذکر کرتے ہیں جن میں امام بخاری نے ائمہ اہل بیت کے لیے علیہ السلام، علیہا السلام، علیہا السلام کے الفاظ کثرت سے استعمال کیے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ علی بن ابی طالب علیہ السلام۔ کتاب الجبعة باب یقصر اذا خرج من موضعه۔

۲۔ فاطمہ و علی علیہما السلام۔ کتاب الجبعة باب تحریض النبی۔

۳۔ ان علیا علیہ السلام: کتاب البیوع باب ما قیل فی الصواع۔

۴۔ و وہب الحسن بن علی علیہما السلام۔ کتاب الهبة باب اذا وهب دینا۔

۵۔ لفاظیہ علیہا السلام۔ کتاب الصلح باب کیف یکتب هذا۔

۶۔ ابنقی بفاطمة سلام الله عليها۔ کتاب البيوع۔

۷۔ وكانت فاطمة عليها السلام۔ تغسل الدم كتاب الجهاد باب لبس البيضة۔

۸۔ ان فاطمة عليها السلام اشتكت من الرحي۔ باب الدليل على ان الخس۔

اسی طرح صحیح بخاری حدیث نمبر ۴۰۱۴، ۳۵۰۲، ۳۶۴۱، ۳۷۸۱، ۳۸۱۰، ۳۸۴۷، ۳۹۹۸، ۴۰۰۵، ۴۱۷۰، ۴۱۹۳، ۴۹۵۰، ۵۰۴۶، ۵۳۹۰، ۵۹۲۴ ملاحظہ ہوں۔

اس طرح ملاحظہ ہو: صحیح بخاری کتاب فرض الخس میں یہ عبارت:

ان حسین بن علی علیہما السلام۔

کتاب المناقب باب صفة النبي میں یہ حدیث:

الحسن بن علی علیہما السلام۔

کتاب المناقب باب مناقب الحسن والحسين میں یہ عبارت:

أَنَّ عبيد الله بن زياد برأس الحسين عليه السلام۔

اور دیگر بہت سے مقامات پر یہ لفظ ملاحظہ کر سکتے ہیں:

مسند احمد بن حنبل میں ملاحظہ فرمائیں:

جاء العباس وعلی علیہما السلام ۲۳۹:۱۵۔

دعا علیا علیہ السلام۔ حدیث خیبر۔

وعلی علیہ السلام یشی بجانبہ۔ مسند احمد بن حنبل ۱۱۵:۲۔

سنن ابی داؤد میں یہ عبارت ملاحظہ ہو:

وفاطمة عليها السلام حينئذ تطلب صدقة رسول الله - باب صفايا رسول الله -

امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر میں سورۃ الانسان آیت ۸ وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ۔۔۔ کے ذیل میں متعدد مقامات میں لکھتے ہیں:

ان هذه الآية نزلت في حق علي عليه السلام -

نیز اسی آیت کے ذیل میں ہے:

ان الحسن والحسين عليهما السلام مرضا

نیز یہ عبارت ملاحظہ ہو:

اخذ علي عليه السلام مريد الحسن والحسين -

آگے لکھتے ہیں: ولاینکر دخول علي عليه السلام فيه -

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ ۱: ۴۰۵ میں لکھتے ہیں:

در متقدمین تسلیم بود بر اہل بیت رسول از ذریت و ازواج مطہرات و در کتب قدیمہ از مشائخ اہل سنت و جماعت کتابت آن یافتہ میشود۔ و در متاخرین ترک آن متعارف شدہ۔

اہل البیت کے لیے علیہ السلام لکھنا ہی شعار اہل اسلام تھا۔ چنانچہ علماء خود اپنی تصانیف میں آل محمد کے ساتھ بالاستقلال علیہ السلام لکھتے ہیں۔ چنانچہ امام اہل سنت حضرت سید سعید کاظمی اپنے ایک رسالہ میں حوالہ دیتے ہیں۔ جذب القلوب صفحہ ۷۸:

در سنه سابعه غزوة خيبر بود كه امير المومنين على عليه السلام چون سپر از دست مبارك او افتاد۔

اسی جذب القلوب کے صفحہ ۹۴ پر ہے:

درِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا۔

نیز اسی صفحہ پر ہے:

بعلی و فاطمہ و حسن و حسین سلام اللہ علیہم خطاب میگرد۔

درود بر اصحاب:

قابل توجہ یہ ہے کہ سید محمد بن اسماعیل امیر اپنی کتاب جمع التثبت میں لکھتے ہیں:

فان قلت: الصلوة على الاصحاب هل وردت في احاديث التعليم في الرواية كما ثبتت في الآل عليه السلام قلت لا اعلم ذلك۔ اگر یہ سوال ہو: کیا آل کی طرح اصحاب پر درود بھیجنے کی کوئی روایت احادیث تعلیم میں وارد ہوئی ہے؟ تو جواب یہ ہو گا مجھے کسی ایسی روایت کا علم نہیں ہے۔

(ان حکومتوں کی کوشش تھی کہ خود کو بھی آل ثابت کریں۔ ناکامی کی وجہ سے آل کے ذکر پر پابندی لگا دی۔)

آل پر درود کیوں ترک کیا گیا؟

صدر اسلام میں سب کے لیے اس بات میں کوئی ابہام موجود نہ تھا کہ آل سے مراد کون ہیں۔ سب کے ذہنوں میں یہ بات تھی کہ آل رسول کن کو کہتے ہیں۔ بعد میں بنی امیہ کے دور میں آل کا ذکر متروک کرنے کی وجہ وہ عناد اور دشمنی ہے جو لفظ آل کے ساتھ روار کھی گئی۔ یعنی جنہیں اولاد فاطمہ و علی علیہم السلام سے دشمنی تھی، انہیں لفظ آل سے بھی دشمنی تھی۔

اس جگہ ہم سید محمد بن اسماعیل امیر کی پوری عبارت لکھ دیتے ہیں جو انہوں نے جمع التثبت میں لکھی ہے۔ جسے علامہ نواب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب ہدایۃ السائل الی ادلة المسائل صفحہ ۶۳ طبع ہند میں نقل کیا ہے۔ وہ عبارت یہ ہے:

مجھے تعجب ہے ان لوگوں پر جو تشہد میں حضور پر درود کو واجب سمجھتے ہیں اور آل پر درود کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

پھر لکھتے ہیں:

ائمہ حدیث قدیم زمانے سے لے کر آج تک اپنی کتابوں میں جب خاتم الانبیاء پر درود لکھتے ہیں تو آل کا ذکر حذف کرنا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے جب کہ انہیں علماء نے اپنی ان صحاح کتب میں ان احادیث کو بیان کیا جن میں درود کی تعلیم ہے۔ جن کتب کا احترام ہم پر واجب ہے۔ میں نے اس بارے میں سوال اٹھایا تو مجھے جو جواب دیا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے:

ائمہ حدیث کے بارے میں جو چیز معلوم ہے وہ یہ ہے کہ جو روایت ان کے نزدیک صحیح ہے اس پر وہ اس وقت تک عمل کرتے ہیں جب تک ان کو علم نہ ہو جائے کہ اس حکم کو کسی اور حدیث یا آیت کے ذریعہ منسوخ کیا گیا ہے لیکن ائمہ حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آل پر درود بھیجنے کا جو حکم ثابت ہے، منسوخ نہیں ہوا۔ لہذا آل پر درود نہ بھیجنے میں ان کا عذر یہ ہے کہ وہ ان اہل جفا و ضلال سے بچنا چاہتے ہیں جنہوں نے آل محمد سے دشمنی کی، ان کو خوفزدہ کیا اور انہیں جلاوطن کیا جیسا کہ بنی امیہ اور بنی عباس کی حکومتوں کے دور میں پیش آیا، باوجودیکہ یہ لوگ خود کو بھی آل میں شامل سمجھتے تھے۔ (تاریخ یعقوبی ۳: ۸۷۔ شرح نہج البلاغۃ ابن حدید ۴: ۴۸۰) ان کے بارے میں یہ شعری زباں حال صادق آتی ہے:

واقتلوا مالکامع

اقتلونو مالکا

مجھے اور مالک کو قتل کرو مالک کو میرے ساتھ قتل کرو

یعنی مالک کے قتل کی خاطر مجھے بھی قتل کرو۔ لہذا ان زمانوں کے ائمہ حدیث کو اپنی بڑی چھوٹی تالیفات اور مجالس روایت کی املاءات اور علوم درایہ میں گفتگو کے وقت آل پر درود کو حذف کرنا پڑا اور تقیہ کے طور پر ایسا عمل درست ہے۔

پھر لکھتے ہیں:

پھر تقیہ ختم ہو گیا اور اس گمراہ فرقہ کی حکومت بھی ختم ہو گئی لیکن جس شیوہ پر بڑے بوڑھے ہو گئے اور چھوٹے بڑے ہو گئے اس پر لوگ چلتے رہے۔ نادانی کی وجہ سے اپنے قول و تحریر میں اس بات کو جاری رکھا جب کہ وہ ان احادیث پر ایمان رکھتے تھے جن میں درود کی تعلیم دی گئی ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

میں نے اس بات کو حواشی العمدۃ میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور اپنے سے پہلے کسی کو نہیں دیکھا جس نے اس موضوع پر کچھ لکھا ہو۔

میں نے سوال اٹھایا کہ ائمہ حدیث نے مذکورہ عذر کی وجہ سے آل کا ذکر نہیں کیا لیکن اگر ہم ان کتابوں میں سے کسی کتاب کی املاء کریں مثلاً صحیح بخاری کی تو کیا ہم بھی آل کا ذکر کریں یا نہ کریں۔

جواب میں فقیہانہ مباحث کے بعد لکھا ہے:

بہتر یہ ہے کہ پہلے جیسے اس کتاب میں ہے لکھا دیا جائے پھر اپنی طرف سے مکمل درود بھیج دیا جائے تاکہ املاء میں کمی بیشی نہ ہو اور ساتھ یہ بات بھی ہو جائے کہ اس نے اسی طرح درود بھیجا ہے جیسا کہ رسول اللہ نے درود کی تعلیم دی ہے۔

ملا محمد بن خوردار اپنی کتاب شرح نبداس علی العقائد النسفیة صفحہ ۱۰ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

بعض اہل تحقیق نے کہا ہے کہ خاتم المرسلین پر درود بھیجتے ہوئے لفظ آل کو بنی امیہ اور بنی عباس کی حکومت کے دوران محدثین نے ترک کر دیا چونکہ وہ ان پر درود بھیجنے سے منع کرتے تھے بلکہ وہ تو ان پر سب کرتے تھے۔

مکہ میں جب عبد اللہ بن زبیر کی حکومت قائم ہوئی تو اس نے چالیس جمعوں تک جمعہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ کہہ کر درود بھیجنا ممنوع قرار دیا کہ اس سے بنی ہاشم کی ناک اونچی ہو جاتی ہے۔ (تاریخ یعقوبی ۲: ۷۸۔ شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید ۴: ۲۸۰)

بعض نے آل پر درود واجب نہ ہونے پر ایسی دلیل کا سہارا لیا ہے جسے تسلیم کرنا تو دور کی بات ہے اصلاً شائستہ تحریر نہیں ہے۔ کہتے ہیں:

آل پر درود واجب نہ ہونا بہتر موقف ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درود بھیجنے کا حکم از خود بیان نہیں فرمایا بلکہ لوگوں کے سوال کے جواب میں یہ حکم صادر فرمایا ہے۔ (المغنی لابن قدامة: ۱: ۵۸۱)

اس نامعقول دلیل کی رو سے قرآن میں جو احکام لوگوں کے سوال کرنے پر صادر ہوئے ہیں ان کا واجب العمل نہ ہونا لازم آتا ہے:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ --- (۲ بقرہ: ۲۲۲)

اور وہ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ --- (۲ بقرہ: ۲۱۷)

لوگ آپ سے ماہ حرام میں لڑائی کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ --- (۲ بقرہ: ۲۱۹)

لوگ آپ سے شراب کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

کیا حیض، حرمت کے مہینوں کے احکام واجب العمل نہیں ہیں کیونکہ یہ لوگوں کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمائے ہیں؟ کیا وہ تمام احکام واجب العمل نہیں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے سوال پر

بیان فرمائے؟ کیا کوئی اس بات کا قائل ہے کہ احکام صرف وہ واجب ہیں جنہیں رسول اللہ نے از خود بیان کیا ہو۔ فَمَالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ۔

اس جگہ شیخ عبدالمحسن صوری لبنانی کے اشعار کا ذکر مناسب ہو گا۔ وہ آل محمد سے خطاب کر کے کہتے ہیں:

وعجيب ان حقا بكم

قام في الناس وفيكم لم يقيم

یہ بات عجیب ہے جو حقوق لوگوں کو

تمہاری وجہ سے ملے وہ خود تمہیں نہیں ملے

رکبوا بحر ضلال سلیموا

فیہ والاسلام فیہ ما سلم

وہ گمراہی کے سمندر میں سوار ہوئے تو خود بچ گئے مگر اسلام نہیں بچا

ثم صارت سنة جارئة

کل من امکنه الظلم ظلم

اس کے بعد یہ بات لوگوں میں رائج ہو گئی

جس سے بھی ظلم ممکن ہو اس نے ظلم کیا

چنانچہ اس ظلم میں اہل اقتدار سے اہل قلم کم نہیں ہیں۔

تشہد میں درود واجب ہے

فقہ جعفریہ کے مطابق نماز کے دونوں تشہد میں محمد و آل پر صلوات بھیجنا واجب ہے۔ فقہ جعفریہ کے ساتھ امام شافعی نماز کے دوسرے تشہد میں صلوة پڑھنا واجب قرار دیتے ہیں۔

نووی شافعی اپنی کتاب المجموع ۳: ۴۶۷ میں لکھتے ہیں:

ہمارے مذہب میں یہ ہے کہ صلوة پڑھنا تشہد میں واجب ہے۔ ہمارے علماء نے یہ بات حضرت عمر بن خطاب اور ان کے بیٹے سے نقل کی ہے اور اس بات کو الشیخ ابو حامد نے ابن مسعود اور ابو مسعود بدری سے نقل کیا ہے اور بیہقی وغیرہ نے شعبی سے روایت کیا ہے۔ یہی بات امام احمد سے دور روایات میں سے ایک ہے۔ امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک صلوات پڑھنا مستحب ہے، واجب نہیں ہے۔۔۔ اسحاق نے کہا ہے کہ اگر صلوات کو جان بوجھ کر ترک کر دیا نماز صحیح نہیں ہے اور اگر بھول جانے کی وجہ سے ترک ہو گئی تو امید ہے نماز کافی ہو۔ ہمارے شافعی علماء نے وجوب پر آیہ صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا سے استدلال کیا ہے۔ شافعی نے کہا: اللہ نے اس آیت میں صلوات کو واجب کر دیا ہے اور حالات میں بہتر حالت نماز کی ہے۔ ہمارے علماء کا موقف یہ ہے کہ اس آیت سے صلوة کا واجب ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

علامہ دمیاطی اپنی کتاب اعانة الطالبین ۱: ۲۰۰ میں لکھتے ہیں:

بعض کا یہ موقف ہے آل پر درود بھیجنا تشہد میں واجب ہے اور یہی امام شافعی کا قدیم قول ہے، اس بات پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَمْرٌ وَجُوبٌ بِدَلَالَتِهِ كَرْتَاہے۔

امام شافعی کے یہ اشعار بھی معروف ہیں:

يا اهل بيت رسول الله حبكم

فرض من الله في القرآن انزله

کفاکم من عظیم القدر انکم

من لم یصل علیکم لاصلوٰۃ له

اے اہل بیت رسول! تمہاری محبت اللہ کی طرف سے فرض ہے جسے قرآن میں نازل کیا ہے۔ تمہاری منزلت کی عظمت کے لیے اتنا کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہ بھیجا اس کی نماز نہیں ہوتی ہے۔

شوکانی نیل الاوطار ۲: ۳۲۴ میں لکھتے ہیں:

نماز میں رسول اللہ پر درود بھیجنا واجب ہے لیکن آل پر بھی نماز میں درود بھیجنا واجب ہے یا نہیں، اس میں اختلاف ہے۔ چنانچہ ہادی، قاسم، مؤید باللہ، احمد بن حنبل بعض شافعی علماء واجب ہونے کے قائل ہیں۔ ان حضرات نے اس حدیث سے وجوب پر استدلال کیا ہے جس میں آل کے ساتھ درود بھیجنے کا حکم ہے۔

تفہیم القرآن میں لکھا ہے: تشہد میں درود پڑھنا واجب ہونے کے قائل اصحاب میں سے ابن مسعود، ابو سعید انصاری، ابن عمر اور جابر بن عبد اللہ، تابعین میں سے شعبی، امام محمد باقر، محمد بن کعب قرظی اور مقاتل بن حیان اور فقہاء میں سے اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی مسلک تھا اور آخر میں امام احمد بن حنبل نے بھی اسی کو اختیار کر لیا تھا۔

الجامع لاحکام القرآن ۱۴: ۲۳۷ میں آیا ہے: مالک اور سفیان سے منقول ہے کہ آخری تشہد میں درود پڑھنا مستحب ہے لیکن اس کا ترک کرنے والا گنہگار ہے اور اسحاق اس بات کے قائل ہیں کہ اگر جان بوجھ کر درود کو ترک کرے تو نماز دوبارہ پڑھے، بھولنے کی صورت میں نہیں۔

قرظی کہتے ہیں: ہمارے علماء میں سے محمد بن المواز وجوب کے قائل ہیں اور ابن العربی حدیث کے صحیح ہونے کی وجہ سے وجوب کے قائل ہیں۔

